بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

حافظ عاکف سعید

نئے اسلامی سال کا آغاز

محرم الحرام ۱۴۲۰ھ کا چاند طلوع ہو چکا ہے۔ اسلامی تقویم کے اعتبار سے ہلالِ محرم نئے ماہ کی ہی نہیں نئے سال کے آغاز کی نوید بھی لے کر نمودار ہوتا ہے۔ یوں تو ہر ماہ نئے چاند کو دیکھ کر لبوں پر وہ مسنون دعا جاری ہو جانی چاہئے' جو انتہائی جامع بھی ہے اور نہایت خفی خبر بھی۔ یعنی: اللّٰھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام' ربی وربک اللّٰہ ھلال رشد و خیر لیکن سالِ نو کے آغاز پر تو اس دُعا کی معنویت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

ہمارے ملک کے مخصوص حالات میں نیا اسلامی سال خوشی و مسرت کی جگہ اندیشوں اور خطرات کا پیام لے کر آتا ہے۔ محرم کے پہلے عشرے میں بعض معلوم اسباب کے باعث وہ فرقہ وارانہ کشیدگی جس نے اہل پاکستان کی زندگی اجیرن بنا دی ہے' اپنے عروج پر ہوتی ہے اور تصادم کا اندیشہ شدت کے ساتھ محسوس کیا جاتا ہے۔ مذہبی جذبات کو اعتدال میں رکھنے کی خاطر تمام مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل خصوصی امن کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں اور پیشہ ور واعظین سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اشتعال انگیز تقاریر سے گریز کریں کہ فرقہ وارانہ کشیدگی کی فضا میں یہی تقریریں جلتی پر تیل کا کام کرتی اور تصادم اور ٹکراؤ کو جنم دیتی ہیں' انتظامیہ کو بھی ریڈ الرٹ کر دیا جاتا ہے لیکن تصادم کا خطرہ اپنی جگہ برقرار رہتا ہے —— اس سال بدقسمتی سے ماہ محرم کے آغاز میں ملکی سیاسی فضا بھی شدید تناؤ کا شکار ہے۔ اپوزیشن لیڈر اور پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو اور ان کے شوہر نامدار کے خلاف کرپشن کے الزامات میں ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ سامنے آنے کے بعد کہ جس کی رو سے قید و بند اور خطیر جرمانے کی سزا پر مستزاد نااہل قرار دیئے جانے کے نتیجے میں قومی اسمبلی کی رکنیت سے محرومی بھی یقینی نظر آتی ہے' پیپلز پارٹی کے کارکن شدید طور پر مشتعل ہیں۔ ان کے احتجاجی مظاہروں پر پولیس کا لاٹھی چارج اور کارکنوں پر تشدد اس فضا کو مزید کشیدہ اور مکدر کرنے کا باعث ہے۔ اگرچہ برسراقتدار طبقہ "آہنی ہاتھوں" کے ذریعے اس احتجاج کو کچلنے میں پُرعزم نظر آتا ہے اور بعض اسباب کی بنا پر وہ خاصا پُراعتماد بھی ہے لیکن اس "آسودۂ ساحل" طبقے کو ساحل سے اٹھنے والی موجوں اور خاموش طوفانوں سے بے نچنت اور بے فکر نہیں ہو جانا چاہئے' اس لئے کہ اللہ کو چھوڑ کر انہوں نے جس "عروۃ الوثقیٰ" یعنی امریکہ کو انہوں نے اپنا سہارا اور ملجا و ماویٰ سمجھا ہے اس کا بے اصولاپن' وعدہ خلافی اور طوطا چشمی ضرب المثل بن چکی ہے۔ امریکہ بہادر کو محض اپنے مفادات سے غرض ہے بلکہ خود اس کی رگ جاں پنجۂ یہود میں ہے اور اس کی حیثیت صیہونی استعماری عناصر کے ہاتھوں میں ایک بے جان مہرے سے زیادہ نہیں۔ لہٰذا اس سے کسی خیر کی توقع اور اسے اپنا خیر خواہ یا پشت پناہ خیال کرنا خود فریبی کے سوا اور کچھ نہیں ——

بہرکیف اندیشوں اور وسوسوں کے اس جھرمٹ میں طلوع ہونے والے ہلالِ محرم کی دید پر ہم سب کو قلب کی گہرائیوں کے ساتھ اس مسنون دعا کے کلمات کو زبان سے ادا کرنا چاہئے جس کے ابتدائی الفاظ کا ترجمہ یہ ہے: "اے اللہ' اس نئے چاند کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ طلوع فرما!" (آمین یا رب العالمین)

جہاں تک ماہ محرم کو غم و اندوہ کے مہینے کے طور پر اور ہر نئے اسلامی سال کو رنج و غم کے جذبات کے ساتھ منانے کا تعلق ہے تو یہ معاملہ ہمارے دین کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا۔ ویسے تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت و عقیدت ہر مسلمان کا سرمایہ افتخار ہے لیکن بالخصوص خلفائے اربعہ' امہات المومنین اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے دلی محبت تو ہر مسلمان کے ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ کون شقی القلب مسلمان ایسا ہو گا کہ جس کا دل کربلا کے سانحہ فاجعہ اور نواسہ رسولؐ اور ان کے اہل خانہ کی مظلومانہ شہادت پر خون کے آنسو نہ روتا ہو لیکن ہمارے دین میں سوگ منانے اور اظہار غم کے اپنے آداب ہیں —— پھر یہ کہ اسلام کا گلشن تو شہادت کے عظیم واقعات سے بھرا ہوا ہے۔ ان میں انتہائی مظلومانہ شہادتیں بھی ہیں اور "جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے" کے مصداق بڑی ولولہ انگیز شہادتیں بھی ہیں۔ دس محرم سے قبل یکم محرم الحرام کا دن خلیفہ ثانی اور مراد رسولؐ سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت کا دن ہے۔ ایک ایسے شخص کی شہادت جس کے نام سے قیصر و کسریٰ کے ایوان لرزتے تھے' جس کی عظمت کی گواہی غیر مسلم مورخین کو بھی دینا پڑی' جسے دورِ حاضر کے مشہور تاریخ دان ڈاکٹر مائیکل ہارٹ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "نوع انسانی کی سو عظیم ترین شخصیات" میں ۵۱ ویں نمبر پر جگہ دی (واضح رہے کہ مذکورہ کتاب میں درج شدہ سو شخصیات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ صرف ایک اور مسلمان کو شامل کیا گیا ہے اور وہ حضرت عمرؓ ہیں)۔ گویا ہر نئے اسلامی سال کا آغاز ہی حضرت عمرؓ کی عظیم شہادت کے واقعے سے ہوتا ہے۔ اس سے قبل ۱۸ ذوالحجہ کو خلیفہ ثالث ذو النورین حضرت عثمانؓ کی انتہائی مظلومانہ شہادت کا واقعہ ہوا۔ غزوۂ احد میں کیسے کیسے عظیم المرتبت صحابہ شہید ہوئے جن میں سید الشہداء' حضرت حمزہؓ اور حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی شامل تھے۔ مظلومانہ شہادت کے واقعات کی فہرست میں سے حضرت یاسرؓ اور حضرت سمیہؓ کی شہادت کے روح فرسا واقعے کو کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ غرضیکہ اسلامی سال کا وہ کون سا دن ہو گا جو شہادت کے کسی عظیم واقعے سے خالی ہو —— مظلومانہ شہادت کے واقعات پر ایک حد تک رنج و افسوس ایک فطری امر ہے لیکن ہمارے نزدیک شہادت کی موت ایک قابل رشک موت ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق شہید مر کر بھی زندہ رہتا ہے اور اپنے پروردگار کے پاس رزق پاتا ہے۔ شہادت کے یہ عظیم واقعات بلاشبہ اس امت کے لئے حیاتِ نو کا درجہ رکھتے ہیں۔ بقول شاعر

"اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"!

احباب مطلع رہیں!

یکم مئی کو بعد نماز مغرب' مرکزی انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام

قرآن فورم

کے نام سے ماہانہ پروگرام کا آغاز ہو گا

بمقام: قرآن کالج آڈیٹوریم' ۱۹۱۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

موضوع: یہودی عزائم اور عالم اسلام

دیگر اہل علم و دانش کے علاوہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد بھی خطاب فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

کمیٹی کے معزز ارکان کے حالیہ بیانات کے بعد علماء کمیٹی سے مستعفی ہونا میرا اخلاقی فریضہ تھا

ہمیں اپنے دفاعی استحکام کی طرح ملک کے نظریاتی تشخص کے تحفظ کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے

پرائز بانڈز کی لعنت کو برقرار رکھنا اور پرائز بانڈ کی پرچیوں پر پابندی عائد کرنا "گڑ کھانا اور گلگلوں سے پرہیز" کے مترادف ہے

احتساب کا عمل یک طرفہ ہونے کے باعث چھوٹے صوبوں میں احساس محرومی مزید بڑھ جائے گا

مسجد دارالسلام باغِ جناح، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ۱۶/اپریل ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب : فرقان دانش خان

حمد و ثنا، سورۃ البقرہ کی آیات ۲۱۹۔۲۲۰ اور سورۃ المائدہ کی آیات ۹۰۔۹۲ کی تلاوت اور ادعیۂ ماثورہ کے بعد فرمایا : گزشتہ ہفتے بہت سے اہم واقعات رونما ہوئے ہیں جن میں سے ایک میری ذات اور تحریک کے اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے یعنی علماء کمیٹی کی سربراہی سے میرا استعفیٰ، علاوہ ازیں غوری III اور شاہین I میزائلوں کے کامیاب تجربات، بے نظیر بھٹو کو نااہل قرار دیا جانا، حکومت کا پرائز بانڈ کے نمبروں پر لاٹری اور جوئے کے خلاف قدم اٹھانے کا فیصلہ جیسے اہم معاملات پیش آئے ہیں جو ملکی و ملی اعتبار سے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ البتہ میں نے شروع میں جو آیات تلاوت کی ہیں ان کا تعلق اس آخری معاملہ سے ہے۔ تاہم ان تمام معاملات پر مذکورہ بالا ترتیب ہی سے گفتگو مناسب رہے گی۔

۱) <u>علماء کمیٹی سے مستعفی ہونے کی وجوہات</u> : جہاں تک فرقہ واریت میں شدت پسندی کے خاتمہ اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے حکومت کی طرف سے قائم کردہ علماء کمیٹی کی سربراہی قبول کرنے اور استعفیٰ دینے کا معاملہ ہے تو کچھ لوگوں نے مجھے سربراہی قبول کرنے پر مبارک باد دی تھی جبکہ کچھ حضرات نے استعفیٰ دینے پر مبارکباد دی ہے۔ کمیٹی کے قیام اور اس کی سربراہی قبول کرنے کے پس منظر پر میں اپنے سابقہ خطبات میں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں۔ اس کمیٹی سے مستعفی ہونے کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ کمیٹی کے شیعہ رکن سید ساجد علی نقوی کے بعد جب اہل سنت والجماعت یعنی بریلوی حضرات نے بھی میری تقرری پر اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ میرے متنازعہ ہونے سے کمیٹی کی حیثیت مشکوک ہو گئی ہے۔ اور ان میں صوبائی وزیر اوقاف صاحبزادہ فضل کریم اور کمیٹی کے رکن ڈاکٹر سرفراز نعیمی بھی شامل تھے تو مجھے نوٹس لینا پڑا، کیونکہ پاکستان میں واقعتاً اس طبقے کو سواد اعظم کی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ یہ میرا اخلاقی فرض تھا کہ اس عہدے سے استعفیٰ دے دوں۔ اگر صرف شیعہ حضرات اختلاف کرتے تو میں استعفیٰ نہ دیتا۔ تاہم میں نے اپنے استعفیٰ میں حکومت سے کہا ہے کہ کمیٹی برقرار رکھی جائے اور اس نے

منبر و محراب

جو کام شروع کیا ہے اسے تکمیل تک پہنچایا جائے۔

۲) <u>بھارت کا اگنی II میزائل اور پاکستان کا منہ توڑ جواب</u> : جیسے ہم نے بھارت کے پانچ ایٹمی دھماکوں کے جواب میں سات دھماکے کئے تھے۔ اسی طرح "جیسے کو تیسا" کے مصداق پاکستان نے اگنی II کے مقابلے میں غوری III اور شاہین I میزائل کے تجربات کر کے قومی حمیت کا تقاضا پورا کر دیا ہے۔ اس موقع کی فراہمی کے لئے ہمیں بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی کا احسان مند ہونا چاہئے۔ اس معاملے میں خیر کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ دشمن نے روابط بڑھانے کی آڑ میں ہمارے نظریاتی تشخص کو ختم کرنے کی جو سازش کی تھی وہ ان میزائلوں کا نشانہ بن کر ختم ہو گئی۔ تاہم اب ہمیں اپنے دفاعی استحکام کی طرح ملک کے نظریاتی تشخص کے تحفظ کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے کیونکہ جب تک ہمارا اور بھارت کا سیاسی، معاشرتی، معاشی نظام اور تہذیب و تمدن ایک ہے، اس وقت تک بھارت کے ساتھ دوستی میں یہ خطرہ موجود رہے گا کہ ہمارا تشخص ختم ہو کر رہ جائے اور دو قومی نظریئے کی بنیاد پر کی جانے والی گزشتہ ایک صدی پر محیط جدوجہد اکارت چلی جائے۔ اگر ہم نے گزشتہ نصف صدی میں پاکستان کے اصل مقصد یعنی اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام کی طرف توجہ دی ہوتی تو بھارت کے مقابلے میں آج ہم جارحانہ (Aggressive) پوزیشن میں ہوتے اور بھارت کی کیفیت مدافعانہ (Defensive) ہوتی۔ علاوہ ازیں پاکستان آج اسلام کے ناقابل تسخیر قلعہ کی حیثیت میں دنیا کو اسلام کا بہترین عادلانہ نظام دینے کے قابل ہوتا کیونکہ ہندو کے پاس کوئی نظریہ اور کوئی نظام موجود نہیں ہے اور اس اعتبار سے وہ بالکل تہی دامن ہے۔

۳) <u>احتساب کمیشن کا فیصلہ</u> : آصف زرداری اور بے نظیر بھٹو کو لاہور ہائی کورٹ کے احتساب بنچ کی طرف سے پانچ پانچ سال قید، ۸۶ لاکھ ڈالر جرمانہ اور جائیداد کی ضبطی کی سزا سنائی گئی ہے۔ یہ فیصلہ اس لحاظ سے تو خوش آئند ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس سطح کے لوگوں کا احتساب ہوا، ان پر مقدمہ بھی چلا اور سزا ہوئی۔ جس کے نتیجے میں اب آئندہ حکمرانوں کے لئے لوٹ مار اور اس انداز کی کرپشن کا راستہ بند ہو گیا ہے۔ ان شاءاللہ اس معاملے سے خیر برآمد ہو گی میرے سامنے سیرت کا وہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار حضور اکرم ﷺ کے سامنے قبیلہ بنی مخزوم کی ایک با اثر فاطمہ نامی عورت کے چوری کرنے کا مقدمہ پیش ہوا جس پر کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عورت کے اثر و رسوخ اور اس کے خاندان والوں کی منت سماجت پر حضور ﷺ سے نرمی کی سفارش کی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا "تم سے پچھلی قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ جب ان کی قوم کا کوئی بڑا فرد جرم کرتا تو وہ درگزر کر جاتے اور جب کوئی غریب شخص اس جرم میں مبتلا ہوتا تو اسے سزا دیتے، خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی (بفرض محال) چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا"۔ اس لحاظ سے جو ہوا ٹھیک ہوا، البتہ اس معاملے کا تشویشناک پہلو یہ ہے کہ احتساب کا عمل یکطرفہ ہے۔ موجودہ حکومت نے اپنے سابقہ دور حکومت کو تو ویسے ہی احتساب سے خارج قرار

دے رکھا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ احتساب دو طرفہ ہونا چاہئے اور دونوں طرف مقدمات چلنے چاہئیں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو عدالتی فیصلہ صحیح ہونے کے باوجود عالم واقعہ میں اس کے اثرات پاکستان کے لئے انتہائی مضر اور خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ احتساب کا عمل یک طرفہ ہونے کے باعث چھوٹے صوبوں میں احساس محرومی مزید بڑھ جائے گا۔ مرکز کی کچھ غلط پالیسیوں کے نتیجے میں پہلے ہی سرائیکی صوبہ اور پونم کا شوشہ اٹھا ہوا ہے۔ خصوصاً بے نظیر بھٹو کے حوالے سے اگر سندھی قومیت کا مسئلہ اٹھا دیا گیا تو یہ ملک کی سالمیت کے لئے بہت خطرناک ہو گا۔ فضا جس درجے خراب ہو چکی ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جانا چاہئے کہ گزشتہ دنوں الطاف حسین کا بیان شائع ہوا ہے کہ ہم سندھ کو پنجابیوں کے تسلط سے آزاد کرانے کی کوشش کریں گے جس پر قادر مگسی نے گرہ لگائی کہ وقت ثابت کرے گا کہ الطاف حسین سندھ کا حلالی بیٹا ہے یا نہیں۔

یہ تقدیر کی ستم ظریفی ہے کہ جو دو صوبے یعنی بنگال اور سندھ پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں سب سے آگے تھے ان میں سے بنگال (مشرقی پاکستان) علیحدہ ہی نہیں ہوا بلکہ اس نے اپنے ماتھے سے پاکستان کا لیبل بھی اتار پھینکا ہے۔ یہ وہی صوبہ تھا جہاں ۱۹۰۶ء میں پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ وجود میں آئی۔ اسی بنگال نے ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور کے متن میں ایک تبدیلی کرائی تھی کہ برصغیر کے مسلم اکثریتی علاقوں کی آزادی مسلم ریاستوں کی صورت میں نہیں بلکہ یہ ایک ریاست ہو گی۔

اسی طرح مغربی پاکستان میں پنجاب کے علاوہ صرف ایک صوبہ سندھ خوش دلی کے ساتھ پاکستان میں شامل تھا لیکن اب وہاں بھی علیحدگی پسند تحریکیں سر اٹھا رہی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ صوبوں کو اختیارات نہیں دیئے گئے۔ میرے نزدیک اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ ملک میں امریکی طرز کا وفاقی نظام نافذ کیا جائے اور موجودہ صوبوں کے بجائے چھوٹے صوبے تشکیل دے کر انہیں زیادہ سے زیادہ اختیارات دیئے جائیں۔ صرف اسی طریقہ سے صوبہ پرستی کی لعنت کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

۴) **پرائز بانڈ کے نمبروں پر لاٹری اور جوئے کا معاملہ** : ہماری معیشت میں پہلے ہی سود رچا بسا ہوا ہے جو تمام خرابیوں کی جڑ ہے لیکن اب معیشت میں جوا بھی حکومتی سرپرستی میں بڑے پیمانے پر شامل کیا جا رہا ہے۔ قومی بینکوں کی 'کروڑپتی' 'کار آمد' اور 'مالا مال' سکیمیں حتیٰ کہ کاروباری اداروں کا روزمرہ کے استعمال کی اشیاء پر لاٹری سسٹم جوا ہی تو ہے۔ یہ سب کچھ موجودہ حکومت کے دور کی پیداوار ہے۔ میرے نزدیک پرائز بانڈ میں سود اور جوا دونوں جمع ہیں۔ چنانچہ حکومت کا پرائز بانڈ کی لعنت کو برقرار رکھنا اور پرائز بانڈ کی پرچیوں کی فروخت پر پابندی عائد کرنا در حقیقت "گڑ کھانا اور گلگلوں سے پرہیز" کے مترادف ہے۔

اب آیئے جوئے کے متعلق احکامات پر مشتمل ان آیات قرآنیہ کی طرف جو میں نے ابتداء میں تلاوت کی تھیں۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۱۹ میں جوئے کے متعلق ابتدائی احکام آئے ہیں کیونکہ نزول قرآن کے وقت اسلام کا فلسفہ ہدایت یہ رہا ہے کہ پہلے مخاطبین میں پیاس پیدا کی گئی۔ یعنی جب صحابہ ؓ کے قلوب میں اللہ' رسولؐ اور آخرت کا یقین پیدا ہو گیا تو انہوں نے خود پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ شراب اور جوا کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ آیۂ مبارکہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے :

"یہ لوگ آپؐ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپؐ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں۔ (لیکن) ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت بڑا ہے۔ اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ (اللہ کی راہ میں) کیا کچھ (کتنا) خرچ کریں؟ آپؐ فرما دیجئے جو بھی (ان کی) ضرورت سے زیادہ ہو۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام واضح کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو"۔ (البقرہ : ۲۱۹)

قرآن مجید کے اس مقام پر شراب اور جوئے کی حرمت کا واضح حکم نہیں آیا بلکہ ان معاملات میں تدریج کا عمل اختیار کیا گیا۔ جس میں یہ حکمت پوشیدہ تھی کہ لوگوں کے ذہن پر فوری بوجھ نہ پڑے اور طبیعت آہستہ آہستہ اصل حکم کی طرف مائل ہو جائے۔ تاہم بہت سے حضرات نے ان آیات کا مدعا سمجھ لیا تھا کہ اس سے ان چیزوں کی حرمت مقصود ہے کیونکہ جس چیز میں گناہ کا جزو غالب ہو وہ عملاً حرام کر دی جاتی ہے۔ البتہ یہاں صراحت کے ساتھ ان کی ممانعت نہ ہونے کے باعث کچھ لوگ اس حکم کے نازل ہونے کے بعد بھی شراب نوشی کرتے رہے۔ چنانچہ بعد میں سورۃ المائدہ میں ان کی حرمت کا واضح حکم بھی نازل ہو گیا۔ ارشاد ربانی ہے :

"اے ایمان والو! بے شک شراب' جوا' بت اور پانسے ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سو ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی ڈالے اور (یوں) تمہیں نماز اور اللہ کی یاد سے روک دے۔ تو کیا اب تم باز آ جاؤ گے"۔ (المائدہ : ۹۰۔۹۱)

روایات میں آتا ہے کہ صحابہ کرام ؓ ان آیات کو سنتے ہی پکار اٹھے انتَهَینا رَبَّنا (اے رب ہم باز آ گئے' ہم باز آ گئے) اس پر وہ منظر بھی دیکھنے میں آیا جو دنیا کی تاریخ کا انوکھا واقعہ ہے کہ صحابہ ؓ نے تمام شراب نالیوں میں بہا دی اور اگر کوئی شراب پی رہا تھا جونہی اس تک یہ حکم پہنچا' اس نے حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ نزول قرآن کی تکمیل کے بعد آج تدریج کے اس اصول پر عمل نہیں ہو گا بلکہ اب جو بھی ایمان لائے گا اسے یکلخت ان محرمات کو چھوڑنا ہو گا۔

مذکورہ بالا آیات میں ایک غور طلب بات یہ ہے کہ شراب اور جوئے کا ایک ساتھ ذکر کیوں آیا ہے۔ بظاہر دونوں میں کوئی ربط نظر نہیں آتا۔ شراب پینے کی شے ہے جبکہ جوا ایک مالی معاملہ ہے۔ دراصل ان آیات میں شراب کے لئے "خمر" کا لفظ اور جوئے کے لئے "میسر"

ڈاکٹر اسرار نے اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کیا ○ ڈاکٹر سرفراز نعیمی

عالم دین کی علمی عظمت کا یہی تقاضا ہے ○ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی

علماء کمیٹی کی سربراہی سے امیر تنظیم اسلامی کے مستعفی ہونے پر علمائے کرام کا ردعمل

☆ علماء کمیٹی کے رکن ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی نے ڈاکٹر اسرار احمد کے استعفیٰ کے بارے میں کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے استعفیٰ دے کر اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کے استعفیٰ سے فرقہ واریت کے خاتمہ کی کوششوں کو دھچکا لگا ہے۔

☆ کمیٹی کے ایک اور رکن مولانا عبدالرحمٰن اشرفی نے کہا کہ عالم دین کی علمی عظمت کا یہی تقاضا ہوتا ہے کہ جب اس پر کوئی اعتراض ہو تو وہ اس عہدے سے مستعفی ہو جائے۔

☆ علماء کونسل کے چیئرمین حافظ محمد طاہر محمود قریشی اور سنی کونسل کے چیئرمین صاحبزادہ سعید الرشید عباسی نے کہا ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد کا علماء کمیٹی سے استعفیٰ ایک المیہ ہے۔

☆ سپاہ صحابہ کے مرکزی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کہا ہے کہ علماء کمیٹی کی سربراہی سے ڈاکٹر اسرار احمد جیسے مخلص عالم دین کا استعفیٰ انتہائی افسوسناک ہے۔

(روزنامہ جنگ ۱۸/اپریل ۹۹ء)

کا لفظ آیا ہے۔ خمر کے لفظی معنی پردہ ڈالنے کے ہیں۔ چنانچہ جب آدمی شراب پی لیتا ہے تو اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے' اسے ہوش نہیں رہتا کہ سامنے کون ہے اور وہ کیا بک رہا ہے۔ جس کے باعث نوبت لڑائی جھگڑے تک جا پہنچتی ہے۔ اسی طرح میسر کے معنی آسانی اور فراخی کے ہیں۔ چونکہ جوا کھیلنے والا شخص بغیر محنت اور مشقت کے دولت حاصل کرنا چاہتا ہے اور جب وہ جوئے میں اپنی دولت ہارتا ہے تو دوسرے فریق سے لڑتا ہے۔ لہٰذا شراب اور جوئے کو اسی دشمنی اور کینہ کا موجب ہونے کی وجہ سے یہاں جمع کیا گیا ہے۔ اور شراب کی طرح جوئے کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے لیکن اللہ کے ان واضح احکامات کے علی الرغم مملکت خداداد پاکستان میں گلی گلی جوئے کے اڈے قائم ہو گئے ہیں۔ نیز حکومت وقت کی سرپرستی میں چلنے والی انعامی سکیموں کے ذریعے لوگ حرام خوری کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ اور سرمایہ کاری کا رخ ان غیر پیداواری ذرائع کی طرف مڑ گیا ہے۔ جس سے ملکی معیشت مفلوج ہو رہی ہے۔ چنانچہ حکومت کو چاہئے کہ وہ پرائز بانڈز اور انعامی سکیموں کی صورت میں جاری اس جوئے کے کاروبار پر مکمل پابندی لگائے۔

یہاں میں چاہتا ہوں کہ دو ضمنی معاملات پر بھی اظہار خیال کرتا چلوں۔ ان میں سے ایک تو سپریم کورٹ میں سود کے مقدمے میں کا معاملہ ہے۔ اس بارے میں حکومت کا رویہ انتہائی مایوس کن ہے حکومت کا یہ مطالبہ کہ کورٹ ہماری رہنمائی کرے اور سود کا کوئی متبادل پیش کرے انتہائی غیر معقول مطالبہ ہے۔ اس لئے کہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ یا فیڈرل شریعت کورٹ کا یہ کام نہیں کہ وہ سود کا متبادل نظام فراہم کرے' بلکہ یہ خود حکومت کا کام ہے کہ پارلیمنٹ کے ذریعے متبادل نظام اور ضروری قانون بنائے لیکن یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں بے ایمانی مضمر ہے اور یہ تاخیری حربے کے سوا کچھ نہیں کیونکہ اگر حکومت کی نیت میں کھوٹ نہ ہوتا تو وہ اسلامی نظریاتی کونسل' سٹیٹ بینک اور راجہ ظفرالحق کمیشن کی سفارشات کی موجودگی میں عدالت سے سود کے متبادل نظام کی درخواست نہ کرتی۔ حکومت کی منافقت کا حال تو یہ ہے کہ وفاقی حکومت صوبوں کو جو قرض دیتی ہے وہ بھی سودی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ حکومت کے اس طرز عمل پر میں اپنا احتجاج ریکارڈ پر لاتا ہوں کہ خدارا اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف جنگ بند کی جائے اور سودی نظام کو ختم کر کے فی الفور سود سے پاک معاشی نظام رائج کیا جائے تاکہ اسلام کے عادلانہ معاشی نظام کے قیام کی راہ ہموار ہو سکے۔

دوسری ضمنی بات یہ ہے کہ متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی تشکیل کے ضمن میں جن امور پر تنظیم اسلامی اور تحریک اسلامی نے اشتراک عمل کا فیصلہ کیا ہے' ان نکات پر تنظیم الاخوان کے امیر مولانا اکرم اعوان نے بھی ذاتی طور پر اتفاق رائے کا اظہار کیا ہے۔ تاہم موصوف یہ معاملہ ۲۵/اپریل کو ہونے والے شوریٰ کے اجلاس میں رکھیں گے اور شوریٰ سے منظوری کے بعد قوی امید ہے کہ اس معاملے میں پیش رفت ہو سکے گی۔ آپ سب حضرات سے دعا کی درخواست ہے۔ OO

انعامی سکیموں کی شرعی حیثیت

بعد ازاں امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے اشیاء کی فروخت پر کاروباری اداروں اور دکانداروں کی انعامی سکیموں کی شرعی حیثیت کے بارے میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ کسی منفعت کے حصول کیلئے محنت کے بغیر محض چانس پر انحصار جوا ہے۔ چنانچہ اس قسم کی انعامی سکیموں میں جوئے کی روح موجود ہے۔ کیونکہ یہ انعام قرعہ اندازی کے ذریعے چانس پر ہی دیا جاتا ہے اور اس میں انعام پانے والے کی محنت شامل نہیں ہوتی۔ اس لئے میری دانست میں یہ انعامی سکیمیں بھی شریعت کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ ان کو فی الفور ممنوع قرار دیا جانا چاہئے۔

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان

افغانستان سے تیل و گیس پائپ لائن گزارنے کا معاہدہ منسوخ

افغانستان سے تیل اور گیس کی پائپ لائن گزارنے کا معاہدہ امریکہ کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے کھٹائی میں پڑ گیا۔ یونیکال کمپنی سے ہونے والا معاہدہ افغانستان پر امریکی کروز میزائل حملے کے بعد ختم ہو گیا ہے۔ یونیکال کمپنی عملے کو فنی تربیت کے پروگراموں سمیت اپنی تمام سرگرمیاں کئی ماہ قبل بند کر چکی ہے جس کی وجہ سے افغانستان کو اس پائپ لائن کی بدولت حاصل ہونے والی آمدنی کے امکانات کم ہو گئے ہیں۔

دنیا و آخرت کی عزت و سربلندی صرف اور صرف جہاد میں ہے

کفار انسانی حقوق کے نام پر طالبان کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ دنیا اور آخرت کی عزت' وقار اور سربلندی صرف اور صرف جہاد میں ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ خود کو حالیہ ذلت سے بچائیں۔ ان خیالات کا اظہار نگران کونسل کے سربراہ الحاج ملا محمد ربانی نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی امارت افغانستان نے شریعت نافذ کر کے تمام فسادات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ لیکن غیر مسلم دنیا کی خواہش اور کوشش ہے کہ انسانی حقوق اور حقوق نسواں کی آڑ میں منفی پروپیگنڈا کر کے ہمیں بدنام کریں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کفار کی باتوں پر کان نہ دھریں کیونکہ وہ مسلمانوں کے ذہنوں کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کی کامیابی کا راز اتحاد و اتفاق میں مضمر ہے۔ عالم اسلام کی قوت جہاد میں مضمر ہے اور اسی قوت سے مسلمانوں نے سوویت یونین کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اسے نیست و نابود کر دیا چنانچہ مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا کہ غیر مسلم دنیا کی طرح خوشحالی کے حصول کے لئے اسلام کا راستہ چھوڑ دیں۔

سرکاری اداروں میں موجود بدکردار عناصر کا تعاقب کیا جائے گا

کابل کے قائم مقام گورنر ملا عبدالواحد شفیق نے شہر میں امن و امان کو مزید یقینی بنانے اور عوامی شکایات دور کرنے کی خاطر صوبائی انتظامیہ میں تبدیلی لانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلے کے مطابق وزارت دفاع' وزارت داخلہ اور انٹیلی جنس کے باصلاحیت نمائندوں کی موجودگی میں تمام غیر پسندیدہ اور نالائق افراد کو پولیس اور سول انتظامیہ سے نکالنے کی مہم شروع کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ پندرہ دن کی مدت میں یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ تمام صوبائی اداروں اور پولیس ہیڈ کوارٹروں اور ذیلی پولیس سٹیشنوں میں ان افراد کا تعاقب کیا جائے گا جو طالبان کے نام پر عوام کے لئے مشکلات کھڑی کر رہے ہیں یا سابقہ ریکارڈ کے لحاظ سے ان کا کردار صحیح نہیں ہے۔ ملا عبدالواحد نے کہا کہ کابل کے شہریوں کو مکمل آزادی ہے اور وہ ہر شخص کے بارے میں اپنی درخواست اور شکایت کر سکتے ہیں۔

منشیات فروش گرفتار' تین ہزار سے زائد تصاویر نذر آتش

گزشتہ ہفتے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اہلکاروں اور تفتیشی ٹیموں نے چودہ منشیات فروشوں کو گرفتار کر کے سزا دی۔ ان افراد کو کابل شہر میں منشیات کے کاروبار میں ملوث پایا گیا۔ اسی طرح کابل شہر کے مختلف مقامات پر تین ہزار سے زائد تصاویر دکانوں سے برآمد کر کے سرعام جلا دی گئی ہیں۔ نیز ایسے پانچ افراد کو بھی سزا دی گئی جن کے چہرے شریعت محمدی کے مطابق نہ تھے۔

قوم کا خون نچوڑنے والے نام نہاد لیڈروں کو عبرت کا نشان بنا دینا چاہئے

بھاری مینڈیٹ کی حامل شریف حکومت کی غلط حکمت علی کے باعث احتساب کا عمل مشکوک اور احتساب کا لفظ مذاق بن کر رہ گیا

آئین کے مطابق ۹۰ دن میں انتخابات کروا دینا اور احتساب کمیشن قائم کرنا صدر لغاری کا بہت بڑا کارنامہ تھا

مرزا ایوب بیگ' لاہور

لاہور ہائی کورٹ کے احتساب بنچ نے' جو جسٹس قیوم ملک اور جسٹس نجم الحسن کاظمی پر مشتمل تھا' ۱۵/اپریل کو پاکستان کی سابق پرائم منسٹر اور پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بینظیر بھٹو اور ان کے شوہر آصف زرداری کے خلاف سوئس کمپنی کے ایس جی ایس ریفرنس کے حوالے سے پانچ پانچ سال قید' چھیاسی لاکھ ڈالر جرمانہ اور جائیداد کی ضبطگی کا فیصلہ سنایا ہے۔ جدید اور جمہوری دنیا کی تاریخ میں شاذ ہی ایسی کوئی مثال موجود ہو کہ سابق حکمران کو قید اور جرمانے وغیرہ کی سزا سنائی گئی ہو۔ فلپائن کے مارکوس اور ایران کے رضا شاہ پہلوی کی لوٹ مار کا بڑا چرچا رہا لیکن فلپائن کی حکومت مارکوس کے ورثا سے لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کیلئے مذاکرات بلکہ صحیح تر الفاظ میں سودے بازی کر رہی ہے کہ اس دولت میں سے کتنے فیصد فلپائن حکومت کو ملیں اور کتنے فیصد مارکوس کے ورثا کا قانونی حق بن جائیں۔ ایران کی مذہبی حکومت رضا شاہ پر محض الزام تراشی کرتی رہی ہے۔ چنانچہ بھٹو فیملی کے خلاف ہونے والا یہ فیصلہ دنیا میں منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں پاکستان کرپشن کے معاملے میں بلاشبہ صف اول میں ہے۔ فرق صرف نمبرنگ کا ہے کبھی "ترقی" کر کے دوسری پوزیشن حاصل کر لیتا ہے اور کبھی پانچویں ساتویں پر آ جاتا ہے۔ سب سے تشویشناک اور تکلیف دہ بات یہ ہے کہ قوم کو بتایا جاتا ہے کہ ہم اتنے مقروض ہیں اور ہر پیدا ہونے والا بچہ پیدائشی طور پر اتنا مقروض ہوتا ہے۔ قرض کی رقم اس لئے نہیں درج کی جا رہی کہ ان سطور کی اشاعت تک اس میں لازماً اضافہ ہو جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ اتنی کثیر رقم اگر مملکت پاکستان نے قرض لی ہے تو پاکستان میں عوام کی فلاح و بہبود کیلئے کہاں خرچ کی گئی ہے۔ گاؤں اور قصبوں کی حالت چھوڑیئے' چھوٹے شہروں کو بھی نظرانداز کر دیں' صرف بڑے شہروں ہی پر نگاہ ڈالیں تو ٹوٹی پھوٹی سڑکیں ہیں' بجلی آنکھ مچولی کھیل رہی ہے' ٹیلی فون خاموش' ہسپتالوں میں اور سب کچھ ہے لیکن ادویات ناپید اور سرکاری ٹرانسپورٹ قصۂ پارینہ بن چکی ہے' گویا زندگی جہنم بن چکی۔ ایک سرکاری اور مسلم لیگی ایم این اے نے اگرچہ اپنے حلقے کے حوالے سے کہا تھا لیکن وہ بات کل پاکستان پر منطبق ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے حلقے کے

تجزیہ

تمام لوگ بشمول غنڈے' چور اور اُچکے سب جنت میں جائیں گے اس لئے کہ وہ آج کل جہنم میں رہ رہے ہیں"۔ قصہ کوتاہ' عوام کا یہ حال ہو' ملکی اور غیر ملکی قرضوں کا سود بھی ان پر بلاواسطہ اور بالواسطہ لادا جا رہا ہو اور ان کے لیڈر گلچھرے اڑا رہے ہوں' یہ زیادتی نہیں بدترین ظلم ہے۔ اس ظلم کا تدارک ہونا چاہئے اور تدارک کا واحد اور بہترین طریقہ یہ ہے کہ جنہوں نے قوم کا خون نچوڑا اور ان کی ہڈیوں کے گودے کا سودا کر کے اپنے محل بنائے اور سجائے انہیں بدترین سزا دی جائے۔ قانون اجازت دے تو انہیں زندہ گاڑ دیا جائے اور انہیں ہر وہ سزا دی جائے جس سے وہ عبرت کا نشان بن جائیں۔

اب آئیے اس خصوصی کیس کے پس منظر کی جانب جس میں سابق حکمران جوڑے کو سزا دی گئی۔ اگرچہ جب سے اقتدار کے حوالے سے میاں محمد نواز شریف اور بینظیر بھٹو کے مابین میوزیکل چیئر کا کھیل کھیلا جا رہا تھا وہ ایک دوسرے پر مختلف نوع کی بدعنوانیوں کے الزامات لگاتے رہے۔ صدر فاروق احمد خان لغاری' جو محترمہ کی اپنی جماعت کے اہم لیڈر اور ان کے معتمد ساتھی تھے اور جنہیں محترمہ نے بڑی جدوجہد سے صدر بنوایا تھا' جب ۵ نومبر ۱۹۹۶ء کو انہوں نے ہی اپنی لیڈر کی حکومت کو بدعنوانیوں کے سنگین الزامات کے تحت برطرف کر دیا تو ملک بھر میں احتساب احتساب کا نعرہ بڑے زور شور سے لگایا گیا۔ ایک بہت بڑا طبقہ' جس میں بعض سیاست دان' دانشور اور قلمکار بھی شامل تھے' نے پہلے احتساب اور پھر انتخاب کا نعرہ بڑے زوردار انداز میں لگایا تھا بلکہ شنید یہ ہے کہ معراج خالد کی نگران حکومت اس مسئلہ پر بری طرح تقسیم ہو گئی تھی کہ آیا آئین کے مطابق تین ماہ میں انتخابات کرا دیئے جائیں یا ملکی حالات اور احتساب کے مطالبے کے حوالے سے سپریم کورٹ میں ریفرنس داخل کر کے احتساب کیلئے نگران حکومت کا عرصہ دو سال کیلئے بڑھا لیا جائے لیکن صدر فارق لغاری نے فیصلہ کن رول ادا کیا اور آئین کے مطابق ۹۰ روز کے اندر انتخابات کروا دیئے۔ احتساب کے مطالبے کو بھی تسلیم کرتے ہوئے انہوں نے احتساب آرڈیننس جاری کیا اور ریٹائرڈ جسٹس غلام مجدد مرزا کو احتساب کمشنر مقرر کر دیا۔

صدر لغاری کا یہ بہت بڑا کارنامہ تھا۔ اس لئے کہ احتساب کے نام پر اگر انتخابات ملتوی کئے جاتے تو یہ التوا بہت سے نئے مسائل پیدا کر دیتا۔ نگران حکومت پر سب سے بڑا الزام یہ لگتا کہ احتساب کا ڈھونگ اس نے اپنے عہد حکومت کو طول دینے کیلئے رچایا ہے اور ایسی متنازعہ حکومت کا احتساب واقعی غیر مؤثر ہو جاتا۔ دوسری طرف انہوں نے احتساب آرڈیننس جاری کر کے اور سپریم کورٹ کے ایک سابق جج کو احتساب کمشنر مقرر کر کے احتساب کے کام کی بنیاد بھی رکھ دی تاکہ منتخب حکومت اس آرڈیننس کو قانون کا درجہ دیکر دیانتداری سے اپنوں اور غیروں کو احتساب کے شکنجے میں کس دے۔ لیکن افسوس صد افسوس اس ملک کی بدقسمتی سمجھئے کہ بھاری مینڈیٹ کی حامل شریف حکومت نے احتساب کا حلیہ بگاڑ

دیا' احتساب کے عمل کو ہی سرے سے مشکوک بنادیا اور اپنے سیاسی مخالفین کے خلاف ایسا انداز اختیار کیا کہ احتساب مذاق بن کر رہ گیا۔ کون نہیں جانتا کہ بینظیر دور میں آصف زرداری بدعنوانیوں کا مرتکب ہوتا رہا۔ الزامات میں مبالغہ ہو سکتا ہے لیکن الزامات کے اس طومار میں سے کچھ نہ کچھ بھی سچ ہو تب بھی الزامات کی ایک لمبی فہرست سامنے آتی ہے لیکن جب ایک صحیح کام بھی بھونڈے انداز میں کیا جائے اور غلط اور بدنام افراد سے کروایا جائے تو وہ صحیح ہونے کے باوجود اپنی تاثیر کھو دیتا ہے۔

احتساب کے حوالے سے نواز شریف حکومت نے پہلا غلط کام یہ کیا کہ صدر فاروق لغاری کے مقرر کردہ غیر جانبدار احتساب کمشنر کو عضو معطل بنا کر اپنے ذاتی دوست' جو بدعنوانی کے حوالے سے خود بڑی شہرت کے حامل تھے' کو احتساب کے عمل کا مختار کل بنادیا اور احتساب کمشنر کی حیثیت ایک ڈاکیئے کی بن کر رہ گئی کہ جو ریفرنس ان کی عدالت میں دائر ہوں وہ انہیں احتساب سیکرٹریٹ جس کے سربراہ سیف الرحمٰن صاحب مقرر ہوئے تھے' کو بھجوا دیں۔ خود سیف الرحمٰن پر الزامات کی فہرست آصف زرداری کی طرح بڑی طویل ہے۔ چند سال پہلے مزنگ چونگی میں ان کا ایک چھوٹا سا میڈیکل سٹور تھا' لیکن اس وقت "ریڈکو" نامی ایک بہت بڑی فرم کے مالک ہیں' جو خود حکومت کی نادہندہ ہے۔ انصاف کے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ کیا گیا کہ سیف الرحمٰن کا آفس پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں قائم کیا گیا۔ میاں نواز شریف پر بھی چونکہ مالیاتی بدعنوانیوں' خصوصاً بینکوں کا مال ہڑپ کرنے کے بے شمار الزامات تھے اور پیپلز پارٹی نے احتساب کمیشن میں ان کے خلاف بہت سے ریفرنس دائر کئے ہوئے ہیں بلکہ حال ہی میں لندن کی ایک عدالت نے شریف فیملی کو ایک تجارتی بدعہدی کے جرم میں ۳۰ ملین ڈالر جرمانہ کیا ہے' لہٰذا یوں سمجھ لیجئے کہ ملزم کے گھر میں عدالت قائم کر دی گئی۔

احتساب کا جو نیا قانون مسلم لیگ کی حکومت میں بنا اس میں احتساب کا آغاز ۱۹۹۰ء سے کیا گیا' حالانکہ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۰ء تک جب میاں صاحب پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے تو ان پر لگنے والے الزامات کی فہرست کسی طرح بینظیر بھٹو سے کم نہیں اور اس دور میں پلاٹوں کی جو بندر بانٹ کی گئی تھی اس کے دستاویزی ثبوت جنرل (ر) محمد حسین انصاری جیسی شفاف ماضی رکھنے والی شخصیت اپنے بوڑھے کندھوں پر اٹھائے ایک عرصہ سے کچہری در کچہری مارے مارے پھر رہی ہے لیکن کوئی شنوائی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا احتساب کا نیا قانون اندھا نہیں بلکہ ایک آنکھ والا بنایا گیا اور اس ایک آنکھ کو اپنے سب سے بڑے سیاسی مخالف پر مرکوز کر دیا گیا۔ پھر یہ کہ جن ججوں نے بینظیر کے خلاف فیصلہ دیا وہ بینظیر دشمنی کی شہرت رکھتے ہیں۔ اصولاً انہیں کیس سننے سے انکار کر دینا چاہئے تھا۔ جسٹس قیوم ملک کے بھائی پرویز ملک' جو اگرچہ ایک غیر سیاسی شخصیت تھے لیکن میاں نواز شریف نے اپنی خالی کردہ حلقہ ۹۵ کی انتہائی اہم نشست سے انہیں ایم این اے بنوایا' حالانکہ ان کے قریبی سیاسی دوست اس سیٹ سے ایم این اے بننے کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ پھر غیر روایتی طور پر فیصلہ سنانے میں جس پھرتی کا مظاہرہ کیا گیا ہے اس سے عدلیہ کا وقار بری طرح مجروح ہوا ہے۔ فیصلہ ۱۵/ اپریل کو سنایا گیا لیکن فیصلے کے ماتھے پر ۱۴/ اپریل لکھا ہوا تھا۔ کہنے والوں کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ یہ فیصلہ اگرچہ ججوں نے ۱۵/ اپریل کو پڑھ کر سنایا لیکن ۱۴/ اپریل کی تاریخ اس لئے اس پر ڈالی گئی تھی کہ ۱۴/ اپریل کو یہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں ٹائپ ہوا تھا اور قانون قدرت ہے کہ جھوٹ پر کتنی ہی احتیاط کیوں نہ کی جائے کسی نہ کسی طرح اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

اگر احتساب کے قانون میں من مانی تبدیلیاں نہ کی جاتیں' احتساب کمیشن کا سربراہ غیر جانبدار اور اچھی شہرت کا حامل ہوتا' احتساب کمیشن کا دفتر پرائم منسٹر سیکرٹریٹ سے الگ ہوتا' ایسے ججوں کے سامنے کیس کی سماعت ہوتی جن کی غیر جانبداری واضح ہوتی تو شاید پھر بھی اس کیس میں فیصلہ اس طرح کا آسکتا تھا اور پھر کسی قسم کے نتائج کی پرواہ کئے بغیر سزا پر عملدرآمد کیا جاتا تو اگرچہ پھر بھی ایسے خدشات ہوتے کہ صوبائیت سر اٹھائے گی اور پنجاب کے ظلم اور پنجاب کی بالادستی کے خلاف احتجاج ہوں گے۔ لیکن انصاف میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ اللہ انصاف کو بڑا محبوب رکھتا ہے۔ وہ اس انصاف کے طفیل یقیناً شر میں سے بھی خیر پیدا کر دیتا ہے۔ تاہم اب کئی خطرات سر اٹھائیں گے اور کئی سوال پیدا ہوں گے بلکہ ہو چکے ہیں۔ اہل پنجاب ضرور اس نکتے پر غور کریں کہ ہمارے بعض حکمرانوں نے اپنے سیاسی مفادات اور اقتدار کیلئے پنجاب کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگایا۔ فائدہ حکمرانوں نے حاصل کیا جبکہ نفرت پنجابیوں اور سندھیوں میں پیدا ہوئی۔ جنرل ضیاء الحق اپنے سیاسی دشمن کو ختم کرنے میں تو کامیاب ہو گئے لیکن راقم یقین سے کہہ سکتا ہے اس کے بعد پنجاب اور سندھ کا ایک مشترک لیڈر نہ کوئی ہوا ہے' نہ مستقبل میں پیدا ہونے کا امکان نظر آتا ہے۔ اور پنجابیوں اور سندھیوں کے درمیان ایسی خلیج حائل ہو گئی ہے جسے پاٹنا کسی کے بس کی بات نظر نہیں آتی۔ ایک امید تھی کہ شاید وقت کا مرہم اس زخم کو مندمل کر دے لیکن اس طرح کے متنازعہ فیصلے آتے رہے تو انجام کا ذکر کرتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے۔ OO

امیر تنظیم اسلامی کی قومی اخبارات کو بھیجی جانے والی وضاحت

بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ میری جانب سے ملاقات کی درخواست پر مولانا نورانی مدظلہ نے فرمایا کہ اس مرتبہ تو نہیں' البتہ ان شاء اللہ آئندہ آمد پر ملاقات ہو سکے گی۔ حال ہی میں بعض انتہاپسند' شیعہ اور سنی عناصر کی آویزش کے مسئلے پر جو علماء کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کے پس منظر میں یہ خبر غلط فہمیوں کا سبب بن سکتی ہے خصوصاً اس لئے کہ اس موقع پر علامہ سید ساجد نقوی صاحب نے بھی مولانا سے ملاقات کی ہے۔ بنابریں وضاحت کے طور پر گزارش ہے کہ میں اوائل ماہ مارچ میں "متحدہ اسلامی محاذ" کے قیام کے ضمن میں کراچی میں مولانا نورانی مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کے بعد خود مولانا کی جانب سے اطلاع آئی تھی کہ وہ ۷/ اپریل کو ۵ بجے شام ملاقات کے لئے قرآن اکیڈمی تشریف لائیں گے۔ لیکن اس روز مولانا بعض وجوہ کی بنا پر تشریف نہ لا سکے۔ اس پس منظر میں ہمارے دفتر سے رابطہ قائم کر کے یہ معلوم کیا گیا تھا کہ آیا اس مرتبہ مولانا کا ایسا کوئی پروگرام ہے یا نہیں؟ جس کے جواب میں حضرت مولانا نے خود فون کر کے مطلع فرمایا کہ اس بار تو نہیں' ان شاء اللہ' آئندہ لاہور آمد پر' جو آٹھ دس دن ہی میں ہونے والی ہے' ضرور وقت نکال کر آؤں گا۔

بہرحال علماء کرام اور دینی قائدین سے میری ملاقاتیں اصلاً پاکستان میں نظام اسلامی کے قیام اور شریعت اسلامی کے نفاذ کے لئے ایک مشترکہ لائحہ عمل پر اتفاق اور متحدہ اسلامی محاذ کی تشکیل کے ضمن میں ہیں —— چنانچہ اس مسئلے پر ان شاء اللہ میں جلد ہی علامہ سید ساجد نقوی صاحب سے بھی ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔

حکمت و بصیرت کیوں ضروری ہے؟

——— تحریر : سید ابو الاعلیٰ مودودی ———

ایسے آدمی کو عاقل و دانا قرار دینا بہت مشکل ہے جو مسلمانوں کے اندر پھیلی ہوئی بد اخلاقیوں کو دیکھ کر یا ان میں تساہل کو محسوس کر کے پہلے تو یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ سوسائٹی اسلام سے منحرف ہو چکی ہے اور پھر اس احساس کے نتیجے میں وہ اس طرح کام کا آغاز کرے جیسے وہ کفار کے درمیان کام کر رہا ہے۔ حالانکہ جو چیز ہمارے پاس واقعی موجود ہے اور اسلام کے لئے سازگار ہے' ہمارا کام یہ ہے کہ اس کو ضائع نہ ہونے دیں اور کوشش کریں کہ یہ اور زیادہ مددگار بنے۔ دور پھینکنے کی بجائے اس کو قریب لانے کی کوشش کریں' جو چیزیں اس کو بگاڑنے والی ہیں ان کی مزاحمت کریں تاکہ یہ مزید نہ بگڑے۔ ہم ہمیشہ اس بات کو اپنے سامنے رکھیں کہ جیسا کچھ بھی اور جتنا کچھ بھی لوگوں میں جذبہ موجود ہے' وہ اسلام کے حق میں کام آئے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک حکیم اپنے کام کا آغاز کیسے کرتا ہے اور اس کام کے لئے بصیرت و حکمت کی ضرورت کیوں ہے؟

اسی طرح دین کا کام کرنے والے کو یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ کون سی قوتیں ہیں جو یہاں اسلام کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ ان کے پیچھے محرکات کون سے ہیں۔ ان کے افکار کا ماخذ کیا ہے' ان کا فلسفہ کیا ہے۔ وہ بنیادیں کیا ہیں جن پر یہ قوتیں کام کرنے اٹھی ہیں۔ ان ساری چیزوں کا جائزہ لے کر وہ دیکھے گا کہ کیسے ان سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے اور کیونکر ان کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے ___ مثال کے طور پر ایک شخص جو کسی پہلوان سے کشتی لڑنے جا رہا ہو' وہ پہلے یہ دیکھے گا کہ یہ پہلوان کتنا طاقتور ہے؟ اس کا وزن کیا ہے؟ اس کے معروف داؤ پیچ کون کونسے ہیں' اس کے سابقہ مقابلوں کا کیا نقشہ ہے' اس کے مقابلے میں مجھے کتنی تیاری کرنی چاہئے اور کتنی طاقت فراہم کرنی چاہئے۔ ظاہر ہے کہ وہ ان سارے پہلوؤں کا جائزہ لے کر مقابلے کے لئے آگے بڑھے گا۔ دوسرے کی طاقت کا اندازہ لگائے بغیر اکھاڑے میں اترنے والا آپ سے آپ 'پچھڑے گا۔

اس کے ساتھ حکمت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ لائن آف ایکشن (line of action) ایسی اختیار کی جائے جس میں زیادہ سے زیادہ موجود مواد استعمال ہو سکے اور موجودہ مواد کو زیادہ سے زیادہ مددگار بنانے کے لئے موزوں ہو۔ مزاحم طاقتوں کا مقابلہ کرنے میں وہ زیادہ سے زیادہ طاقت فراہم کرے اور ایسا لائحہ عمل اختیار کرے کہ مزاحم طاقتوں کا زور زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد ٹوٹ سکے۔ میرے نزدیک مختصراً حکمت کا مفہوم یہی کچھ ہے۔

موعظہ حسنہ اور اقامت دین

دوسری چیز موعظت حسنہ ہے۔ یوں تو اس کے کئی پہلو ہیں لیکن دو چیزیں خاص طور پر اہمیت رکھتی ہیں :

پہلی چیز یہ ہے کہ نصیحت اور دعوت و تبلیغ میں ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو دوسرے شخص کے اندر ضد پیدا نہ کرے' اس میں کد اور غصہ پیدا نہ کرے۔ آپ لوگوں سے ہمیشہ اس طرح اپیل کریں کہ اگر ان کی فطرت میں ذرہ برابر بھی بھلائی موجود ہو تو وہ متاثر ہوں اور اگر ان کے اندر کوئی کجی اور ٹیڑھ ہو تو اس کو اور زیادہ کام کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ اس معاملہ میں ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ نے ایک بڑی دلچسپ مثال بیان فرمائی کہ ہم جب مناظرے کرتے تھے تو یہ سمجھتے ہوئے کرتے تھے کہ جیسے ایک آدمی کے کندھے پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا ہے اور اسے اس حد تک احتیاط سے کام لینا ہے کہ کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جس سے یہ پرندہ اڑ جائے۔ ہمیں تو اس پرندہ کو پکڑنا تھا اس لئے ہم اتنی احتیاط کے ساتھ مناظرے کرتے تھے۔

اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ جتنا کچھ ایمان ایک آدمی میں موجود ہو۔ مناظرے کا تصور اس کو بڑھانا ہو نہ کہ جتنا کچھ موجود ہو وہ بھی ختم ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ ایسی بے دردی سے مناظرے کرتے ہو کہ جتنا کچھ ایک دن آدمی دین سے دور ہے تمہارے مناظرے کی بدولت اس سے بھی زیادہ دور چلا جاتا ہے۔

تو موعظہ حسنہ یہ ہے کہ آپ دعوت و تبلیغ کا ایسا طریقہ اختیار کریں جو دوسروں کو زیادہ سے زیادہ اپیل کرے۔ ان کے اندر ضد پیدا نہ کرے اور ان کو حق سے اور زیادہ دور نہ پھینک دے۔ زبان اور طرزِ بیان ایسا ہونا چاہئے کہ آپ کو لوگوں سے قریب کرے اور ان کو آپ سے مانوس کر دے نہ کہ ان کے دلوں میں آپ کے خلاف نفرت اور غصہ کے جذبات پیدا کر دے۔

دوسری ضروری چیز موعظہ حسنہ کے لئے یہ ہے کہ آپ کسی شخص کو نصیحت کرنے اور اسے سمجھانے کی کوشش کرنے سے پہلے یہ جانیں کہ اس کی گمراہی کی پشت پر کیا چیز ہے۔ اس کی گمراہی کے اسباب کیا ہیں۔ پھر اس کو اس کے مطابق سمجھائیں۔ اگر وہ ذہنی الجھنوں میں مبتلا ہے تو آپ اس کی ذاتی الجھنیں رفع کرنے کی کوشش کریں اور معقول دلائل کے ساتھ اسے مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی شخص کسی جذباتی بگاڑ میں مبتلا ہے تو اسے سمجھانے میں ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے اس کے جذبات میں اگر دین سے انحراف کی کوئی چیز ہو تو وہ پلٹ کر دین کی طرف مائل کرنے والی بن جائے۔

اسی سلسلے میں ایک بات اور بھی نگاہ میں رکھئے۔ جو آدمی دعوت و تبلیغ کا کام کرنے اٹھتا ہے۔ اس کو دنیا میں طرح طرح کے آدمیوں سے سابقہ پیش آتا ہے۔ اس کو موافقین ہی نہیں ملتے مخالفین بھی ملتے ہیں۔ مخالفین میں بعض لوگ نہایت بد زبان اور بد مزاج ہوتے ہیں۔ بعض لوگ آپ کو شکست دینے کے لئے ایسے tactics استعمال کرتے ہیں کہ اگر آپ جوابی کارروائی پر اتر آئیں تو اپنے مقصد اور مدعا سے دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ جس آدمی کو بھی دعوت و تبلیغ کا کام کرنا ہو تو اس کے اندر بے انتہا صبر و تحمل ہونا چاہئے اور یہ چیز کہیں جا کر بھی ختم نہیں ہونی چاہئے۔ سخت سے سخت باتوں کو بھی آپ برداشت کریں اور ٹال دیں۔ جو شخص آپ کو الجھانے کی کوشش کرے اس کو ایک مرتبہ آپ معقول طریقے سے سمجھائیں لیکن جب آپ یہ سمجھ لیں کہ یہ شخص محض الجھنا چاہتا ہے تو اس کو سلام کر کے علیحدہ ہو جائیں۔ اپنا وقت ایسے افراد پر بالکل ضائع نہ کریں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی راستے سے گزر رہے ہیں اور دونوں طرف کانٹے دار جھاڑیاں ہیں اور ہر جھاڑی آپ کے دامن سے الجھ رہی ہے۔ اگر آپ نے ایک جھاڑی سے خود ہی الجھنا شروع کر دیا تو راستے طے نہیں کر سکیں گے۔ تھوڑی دیر کے لئے اپنے دامن کو کسی کانٹے سے بچانے کی فکر کیجئے لیکن جب دیکھیں کہ نہیں چھوڑتا تو دامن پھاڑ کر کانٹے کے حوالے کیجئے کہ اس سے دل بہلا میں آگے چلا۔

کام کرنا ہے تو یہ راستہ آپ کو اختیار کرنا پڑے گا۔

ضرورت رشتہ

☆ قریشی فیملی سے تعلق رکھنے والی ۳۰ سالہ دوشیزہ' ایم ایس سی' ایم فل شعبہ تدریس سے وابستہ ماڈل ٹاؤن کی رہائش کیلئے اعلیٰ تعلیم یافتہ' ایم ایس سی لیکچرر بلا تفریق ذات پات موزوں رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : سردار اعوان' 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

فون : 3-5869501

☆ دیندار گھرانے سے تعلق رکھنے والی ریٹائرڈ کرنل کی بیٹی' ایم بی بی ایس فائنل ایئر کی طالبہ کے لئے سید' سنی' ڈاکٹر' انجینئر یا اعلیٰ تعلیم یافتہ اچھے اور دیندار گھرانے کا رشتہ مطلوب ہے۔

رابطہ : مدیر ندائے خلافت' حافظ عاکف سعید

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

وزیر اعظم کا دورۂ روس —— دیر آید درست آید

—— تحریر : انور کمال میو ——

وزیر اعظم نواز شریف اپنے ایک وفد کے ہمراہ اس وقت ماسکو کے دورہ پر ہیں۔ وزیر اعظم ماسکو میں دو روزہ قیام کے دوران جن امور پر گفتگو ہو گی ان میں ایک روز روس کے عظیم تاریخی شہر سینٹ پیٹر برگ میں گزاریں گے۔ اس دورہ کے دوران پاک روس دو طرفہ تعلقات' مسئلہ کشمیر' افغانستان اور بعض دفاعی نوعیت کے معاملات سرفہرست ہیں۔ دونوں ممالک تجارتی تعلقات کو فروغ دینے اور صنعت و تجارت میں تعاون کے حوالے سے بھی دو معاہدے کریں گے۔ واضح رہے کہ گزشتہ ۲۵ سال میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے بعد کسی پاکستانی سربراہ حکومت کا یہ پہلا دورہ ہے۔ اگرچہ صدر ضیاء الحق بھی ماسکو گئے تھے لیکن ان کا یہ دورہ تعزیتی نوعیت کا تھا۔

روس پاکستان کا ہمسایہ ملک ہی نہیں بلکہ ایک سابقہ سپر پاور بھی ہے۔ اگست ۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد پاکستان کو روس نے باضابطہ دورہ کی دعوت تھی لیکن اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان نے جن کی نظریں پہلے ہی امریکہ پر تھیں اس دعوت کو نظرانداز کر دیا اور پہلے دن سے ہی امریکہ کو اپنا آقا قرار دے کر اپنے آپ کو اس کی جھولی میں ڈال دیا۔ جبکہ بھارت نے اپنی خارجہ پالیسی کے ضمن میں دور اندیشی کا ثبوت دیا اور کسی ایک سپر پاور کے گھڑے کی مچھلی بننے کی بجائے دونوں ممالک (امریکہ اور روس) سے اپنے تعلقات استوار کر لئے اور دونوں سپر پاورز سے بوقت ضرورت فائدہ اٹھاتا رہا۔ امریکہ کیلئے چونکہ بھارت جیسے بڑے ملک سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں تھا لہٰذا وہ پاکستان کے ساتھ ساتھ بھارت کو بھی کچھ نہ کچھ گھاس ضرور ڈالتا رہا تاکہ بھارت' روس کے ساتھ مل کر براہ راست امریکہ کے مدمقابل نہ آجائے۔

اس پالیسی کے تناظر میں ۶۵ء اور ۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں بھی امریکہ نے پاکستان کو ٹرخائے رکھا جبکہ پاکستانی عوام اس کے بحری بیڑے کے منتظر رہے۔ پاکستان کی تاریخ کے پورے پچاس سال گواہ ہیں کہ امریکہ بہادر نے کسی بھی مسئلے میں عین وقت پر پاکستان کو نہ صرف دھوکہ دیا بلکہ اس کے مفادات کو نقصان پہنچانے کی حتی الامکان کوشش کی۔ ابھی حال ہی میں طے پانے والے ایف سولہ ہی کے مسئلے کو دیکھ لیجئے۔ طیاروں کی رقم پہلے وصول کرنے کے باوجود نہ ہی ہمیں طیارے فراہم کئے بلکہ کئی سال رقم دبائے رکھی۔ اب جبکہ پاکستان نے اس رقم کی واپسی کے لئے بھرپور احتجاج کیا اور عدالت میں جانے کی دھمکی دی تو وہ رقم مختلف کٹوتیاں کرنے کے بعد لوٹائی گئی۔ عجیب طرفہ تماشا یہ کہ ان طیاروں کی دیکھ بھال تک کے اخراجات بھی پاکستان کے ذمہ ڈال دیئے گئے' ایک خطیر رقم کے عوض پاکستان کو امریکہ سے گندم خریدنے کا پابند کر دیا گیا۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پاکستان اب علی الاعلان ایٹمی طاقت ہے اور اب اس ایٹم بم کو اپنے نشانے اور ہدف تک پہنچانے کے لئے غوری اور شاہین جیسے میزائل بھی پاکستان کے پاس موجود ہیں جو ۵۰۰ کلو میٹر سے ۲۳۰۰ کلو میٹر تک کے ہدف کو بخوبی نشانہ بنا سکتے ہیں —— یقیناً اس صلاحیت کے حصول کے بعد مملکت خداداد پاکستان ایٹمی ملکوں کی فہرست میں تو شامل ہو ہی گیا ہے (چاہے یورپ اور امریکہ والے اس کو تسلیم کریں یا نہ کریں) اس کی بین الاقوامی قدر و منزلت میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ کئی ایک ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں کی نظریں اب پاکستان پر جمی ہوئی ہیں' ورنہ پہلے تو کبھی صدر امریکہ نے یوں بار بار وزیر اعظم پاکستان کو فون کیا تھا اور نہ ہی وہ اس طور پر سربراہ پاکستان سے خود آکر ملا تھا جس کا مظاہرہ اردن کے شاہ حسین کے جنازے کے دوران دیکھا گیا۔

پاکستان اگر یوں ہی اپنے پاؤں پر کھڑا رہا اور سی ٹی بی ٹی' ایف ایم سی ٹی کی بیڑیاں اپنے پاؤں میں نہ ڈالنے دیں تو ان شاء اللہ امریکہ سمیت دنیا کی تمام بڑی طاقتیں پاکستان سے خود رابطے بڑھانے کی کوشش کریں گی بلکہ اس کے مفادات کو کبھی نظرانداز نہیں کر سکیں گی۔ اس کی تازہ ترین مثال وزیر اعظم پاکستان کو دورۂ روس کی دعوت ہے۔ وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے بھی دانش مندی اور بالغ نظری کا ثبوت دیا اور فوراً ماسکو روانہ ہو گئے جس سے پاکستان اور روس کے درمیان حائل نہ صرف سرد مہری کی جمی برف پگھلے گی بلکہ تجارتی' سائنسی اور دفاعی میدان میں تعاون کے مواقع پیدا ہوں گے۔

مالیاتی بحران سے نڈھال روسی منڈی سے بہت سی چیزیں پاکستان کو سستے داموں مہیا ہو سکتی ہیں اور پاکستان خود بھی اپنی برآمدات کا رخ روس کی طرف کر سکتا ہے۔ روس سے ہمیں طب اور سائنس کے علاوہ' میزائل ٹیکنالوجی میں بھی خاطر خواہ مدد مل سکتی ہے۔ امریکہ اور اس کے حواریوں کو روس کی طرف سے یہی فکر لاحق ہے کہ اس سے میزائل اور ایٹمی ٹیکنالوجی کہیں دوسرے ممالک خصوصاً مسلم ملکوں کے ہاتھ نہ لگ جائے' کیونکہ حکومت روس کی تمام تر توجہ اپنی معیشت کو مستحکم کرنے پر مرکوز ہے جس کے لئے وہ میزائل ٹیکنالوجی تو کیا ایٹمی ٹیکنالوجی بھی فروخت کر سکتی ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بھارت کی موجودہ ایٹمی و میزائل ٹیکنالوجی کے پیچھے روس ہی کا ہاتھ کار فرما رہا ہے۔ پاکستان نے اگر شروع سے ہی اپنی خارجہ پالیسی سوچ سمجھ کر مرتب کی ہوتی اور ہزاروں میل دور امریکہ بہادر سے روابط بڑھانے کی بجائے اس وقت صرف دس کلو میٹر دور روس سے بھی تعلقات استوار کئے ہوتے تو شاید ہماری تاریخ مختلف ہوتی اور ۷۱ء میں ہمیں ذلت آمیز شکست کے ساتھ سقوط ڈھاکہ جیسے دل خراش سانحہ کا سامنا نہ کرنا پڑتا اور شاید روس کو افغانستان میں اس طرح شب خون مارنے کی جرأت نہ ہوتی جس میں پاکستان نے دس سال تک اپنے جانی و مالی وسائل کو جھونکے رکھا۔ تلخیوں' کشیدگیوں اور مخاصمتوں کے اس طویل پس منظر میں وزیر اعظم کا یہ دورہ بہرصورت مثبت قدم ہے۔ اس دورۂ ماسکو میں اگر وزیر اعظم نواز شریف تعلیم' سائنس و ٹیکنالوجی میں تعاون کے ساتھ ساتھ دفاعی معاملات میں کچھ پیش رفت کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس سے نہ صرف وسط ایشیا میں ہماری مصنوعات کا دائرہ وسیع ہو گا بلکہ جنوبی ایشیا میں پاکستان کی سیاسی و دفاعی اہمیت میں بھی اضافہ ہو گا۔ دورۂ ماسکو اس بات کا بھی مظہر ہے کہ روس نے بھارت کے ساتھ ساتھ جنوبی ایشیا میں پاکستان کی اہم پوزیشن کا بھی ادراک کر لیا ہے۔

گوشۂ اطفال

اللہ کو اپنے یاد کرو

اللہ کو اپنے یاد کرو
قرآن پڑھو قرآن پڑھو
جب کام کوئی کرنا ہو
پہلے تم بسم اللہ پڑھو
گر نام نبی لب پہ آئے
اس نام پہ سب قربان کرو
روزے رکھو قرآن پڑھو
یوں تازہ تم ایمان کرو

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

لاہور شرقی کے زیر اہتمام ایک روزہ ریفریشر کورس برائے نقباء

تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے زیر اہتمام ۱۱/اپریل ۹۹ء بروز اتوار قرآن اکیڈمی لاہور کے ریڈنگ روم میں نقباء کی تربیت کے لئے ایک روزہ ریفریشر کورس منعقد کیا گیا جس میں اسرہ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کے رفقاء نے بھی شرکت کی۔ اس ایک روزہ تربیت گاہ کے انعقاد میں ناظم تنظیم اسلامی لاہور شرقی جناب رشید ارشد کی کوششوں کا بڑا دخل تھا اور اسے کنڈکٹ کرنے کی ذمہ داری بھی انہی کے کندھوں پر تھی۔ پروگرام میں نائب امیر حافظ عاکف سعید' جناب اشرف وصی اور مرزا ایوب بیگ صاحب نے بھی شرکت کی۔ پروگرام صبح نو بجے شروع ہوا۔ آغاز میں امیر تنظیم اسلامی لاہور شرقی ڈاکٹر عارف رشید نے اسلامی تحریک کے کارکنوں کا قرآن سے تعلق بیان کرتے ہوئے کہا کہ داعی اور قرآن لازم و ملزوم ہیں۔ داعی جہاں لوگوں کو قرآن کی طرف بلاتا ہے وہاں خود بھی قرآن ہی سے مدد اور توانائی حاصل کرتا ہے۔

اس کے بعد تنظیم اسلامی میں نقیب کا کردار اور اس کے مسائل پر جناب رشید ارشد نے ایک مذاکرہ منعقد کیا۔ پہلے تمام شرکاء سے نقیب کو پیش آنے والے مسائل معلوم کئے گئے۔ بعد ازاں نقیب کی شخصیت کے لازمی اوصاف اور ان کو پیش آنے والے مسائل کے بارے میں آراء لے کر حل تجویز کئے گئے۔ مذاکرے کے بعد ڈاکٹر شوکت عبدالرؤف نے فرائض دینی کے جامع تصور پر مختصر لیکچر دیا۔ گیارہ بجے چائے کا وقفہ ہوا۔

ساڑھے گیارہ بجے ڈاکٹر احمد افضال صاحب کی گفتگو سے پروگرام دوبارہ شروع ہوا۔ انہوں نے "تحریک اسلامی کو زوال سے محفوظ رکھنے کی تدبیریں" کے موضوع پر مولانا صدرالدین اصلاحی کی ایک جامع اور پرمغز تحریر پڑھ کر سنائی۔ جس کے بعد جناب رشید ارشد نے محتسب کے اوصاف اور احتساب کی ضرورت و اہمیت کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ رفقاء کا احتساب علیحدگی میں ہونا چاہئے۔ جبکہ ذمہ داران کا احتساب نظام العمل میں دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق کھلے عام کیا جا سکتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم یہ ہے کہ اپنے ساتھیوں کی خوبیاں اجاگر کی جائیں اور کوتاہیوں کی حتی الوسع پردہ پوشی کی جانی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ محتسب میں اخلاص' احتساب کے طریقہ کار کا علم' حسن خلق اور صبر کا جذبہ ہونا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے شرکاء کو "غلطیوں کی اصلاح کا نبوی ﷺ طریق" نامی کتاب کا مطالعہ کرنے کی تجویز دی۔

اس دوران نقیب اسرہ ماڈل ٹاؤن نمبر ۳ ڈاکٹر سہیل امجد مرزا کی والدہ کے انتقال کی خبر آئی اور انہیں جانا پڑا۔ دوپہر ایک تا چار بجے نماز ظہر' طعام و قیلولہ کی غرض سے وقفہ کیا گیا۔ شام چار بجے نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے رفقاء کا باہمی تعلق اور ذمہ داران کا اپنے مامورین سے رویہ اور برتاؤ کے عنوان پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں اپنے منفرد' خوبصورت اور دھیمے انداز میں لیکچر دیا۔

یہ ایک روزہ پروگرام عشاء تک ہونا تھا۔ لیکن لاہور شرقی کے امیر ڈاکٹر عارف رشید نے شرکاء سے مشورہ کرکے پروگرام کا وقت نماز مغرب تک کر دیا۔ جس کے باعث رشید ارشد صاحب کا لیکچر "مؤثر تنظیم" ڈراپ کرنا پڑا۔

جناب آذر بختیار خلجی نے دعوت دین کے عملی مسائل اور ان کے امکانی حل پر ایک مذاکرہ کنڈکٹ کیا۔ جس میں تمام شرکاء نے Participate کیا۔ اس مذاکرے میں ایک بات یہ بھی سامنے آئی کہ رفقاء میں جذبہ دعوت کی کچھ کمی پائی جاتی ہے۔ جس پر ایک سالہ کورس کے طالب علم قاضی فضل حکیم نے ایک مختصر سی جذباتی تقریر کرکے شرکاء کے دلوں کو گرما دیا۔ آخر میں ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے اختتامی کلمات ادا کئے اور یہ طے کیا گیا کہ آئندہ بھی سہ ماہی بنیادوں پر اس قسم کے پروگرام منعقد کئے جائیں گے۔

(رپورٹ: فرقان دانش خان)

تنظیم اسلامی میرپور کی ماہانہ شب بسری اور دیگر دعوتی سرگرمیاں

آج سے چار سال قبل میرپور میں تنظیم اسلامی کا اُسرہ قائم ہوا تو جی کے مقام پر ایک چھوٹی سی مسجد میں راقم نے درس قرآن کا آغاز کیا۔ یہ درس ہر جمعرات بعد نماز ظہر ہوتا تھا۔ رفقائے تنظیم کی محنت کے نتیجے میں جب کچھ نوجوانوں کا درس کی طرف رجوع ہوا اور قرآن کی انقلابی دعوت کا چرچا ہوا تو دین کے کچھ "خادموں" نے مسجد میں درس قرآن پر پابندی عائد کر دی۔ بعد ازاں ہفتہ وار درس قرآن کی نشست جناب محمود اختر نقیب اُسرہ کے گھر منعقد ہونے لگی۔ جب وہاں حاضری بڑھ گئی اور جگہ تنگ پڑنے لگی تو مشورہ کے بعد یہاں قرآن ہال کی تعمیر کا آغاز ہو گیا۔ طے کیا گیا کہ قرآن ہال کی چھت پر دارالسلام کے نام سے مسجد تعمیر کی جائے گی جہاں فرقہ یا مسلک کا عمل دخل نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے کام کا آغاز ہو گیا۔ تین سال کے مختصر عرصہ میں ۵۲ فٹ طویل اور [illegible] فٹ عریض ہال مکمل ہو گیا اور اسی وسیع ہال میں نماز پنجگانہ اور مقامی بچوں کی تعلیم کا آغاز بھی ہو گیا اور یوں تنظیم اسلامی پاکستان کی طے شدہ پالیسی کے مطابق یہاں ماہانہ شب بسری کا انعقاد ہونے لگا۔

تنظیم اسلامی میرپور کے زیر اہتمام اس سلسلے کی تیسری ماہانہ شب بسری ۳۰/مارچ بعد نماز مغرب اسی قرآن ہال میں ہوئی۔ اس پروگرام میں تقریباً ۴۰ رفقاء و احباب نے پورے ذوق و شوق سے شرکت کی۔ بعد نماز مغرب راقم نے سورۃ ابراہیم علیہ السلام کے چھٹے رکوع کا درس دیا۔ راقم نے تفصیل سے بتایا کہ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر نے کس طرح مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے توحید کا مرکز قائم کیا اور کس دلسوزی سے اس کی آبادی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔ یہ دعائیں قبول ہوئیں اور یہ گھر ہمیشہ کے لئے اہل حق کا مرکز قرار پایا۔ درس قرآن کے بعد قاری شبیر احمد سلفی رفیق تنظیم نے درس حدیث دیا۔ بعد نماز عشاء وڈیو پر امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا درس قرآن دکھایا گیا۔ رفقاء و احباب نے پوری دلجمعی کے ساتھ درس سنا۔ گیارہ بجے شب رفقاء نے آرام کیا' آخر شب تہجد کا اہتمام' تلاوت قرآن اور بعد نماز فجر مختصر درس قرآن ہوا۔ درس قرآن سے فارغ ہو کر ضروری مشوروں کے بعد ۷ بجے یہ پروگرام ختم ہو گیا۔ (رپورٹ: سید محمد آزاد)

تنظیم اسلامی بہاولنگر کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی ضلع بہاولنگر کے زیر اہتمام چار روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام دو مقامات پر ہوا۔ یکم اور ۲/اپریل ۹۹ء کو فورٹ عباس مسجد ڈگی والی میں جبکہ ۳ اور ۴/اپریل کو بہاولنگر شہر کی مسجد تیلیاں والی میں پروگرام ہوا۔ پروگرام کے ناظم جناب منیر احمد صاحب تھے۔

اس پروگرام کے لئے ناظم حلقہ جنوبی پنجاب سید اظہر عاصم ملتان سے شریک ہوئے۔ یہ قافلہ ۳۱/مارچ کو ملتان سے روانہ ہوا اور رات ایک بجے ہارون آباد پہنچا۔ قیام منیر احمد صاحب کے گھر پر رہا۔ یکم اپریل کو ۱۲ رفقاء فورٹ عباس کے لئے روانہ ہوئے اور تین بجے دوپہر وہاں پہنچے۔ عصر کے بعد ذوالفقار صاحب نے درس حدیث دیا۔ بعد نماز مغرب سید اظہر عاصم نے سورۃ تغابن کا درس دیا۔ بعد نماز عشاء راقم الحروف نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کی سیرت کا مطالعہ کرایا۔ جمعہ کے روز نماز فجر کے بعد منیر احمد صاحب نے فرائض دینی کا جامع تصور کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ درس قرآن اور اسی روز خطاب جمعہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ جبکہ سید اظہر صاحب نے فورٹ عباس کی جماعت اسلامی کی جامع مسجد میں جماعت اسلامی کے ارکان کی دعوت پر خطاب

جمعہ دیا۔ نماز جمعہ کے فوراً بعد جماعت اسلامی کی تحصیل کی سطح پر ماہانہ اجتماع میں ناظم حلقہ سعید اظہر نے درس قرآن دیا۔ جس میں سہ نکاتی لائحہ عمل پر گفتگو ہوئی۔ عصر کی نماز سے قبل راقم نے قرآن مجید کے حقوق پر درس دیا اور بعد نماز عصر کچی والا کے رفیق امانت علی نے حاضرین کے سامنے نبی اکرمؐ کا مقصد بعثت بیان کیا۔ مغرب کی نماز کے بعد یہ قافلہ واپس ہارون آباد عازم سفر ہوا۔

ہارون آباد سے مزید ۴ رفقاء بہاولنگر کے دو روزہ پروگرام کے لئے روانہ ہوئے۔ اس پروگرام میں بہاولنگر' چشتیاں اور حاصل پور کے رفقاء کی شرکت لازمی تھی۔ بہاولنگر کے پروگرام میں ہارون آباد کے محمد رمضان صاحب اور ذوالفقار صاحب دونوں پروگراموں میں شریک رہے۔ بعد نماز عصر سعید صاحب نے سورۃ انفطار پر درس دیا۔ بعد نماز مغرب راقم الحروف نے حدیث جبرائیل پر ڈیڑھ گھنٹہ درس حدیث دیا۔ نماز عشاء سے فارغ ہو کر امجد صاحب نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کی سیرت کے اہم پہلو بیان کئے۔ صبح نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد تربیتی نشست ہوئی جس میں منیر صاحب نے نماز کی درستگی کرائی۔ نماز فجر کے بعد نظام العمل کا مطالعہ کیا گیا۔ اور مختلف معاملات پر باہمی مذاکرہ ہوا۔ نماز ظہر کے بعد راقم الحروف نے قرآن مجید کے حقوق پر ڈیڑھ گھنٹہ کا درس دیا۔ جس کے ساتھ ہی یہ دعوتی پروگرام اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ : شوکت حسین)

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا سود اور جوئے کا خلاف احتجاجی مظاہرہ

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن نے ۱۵/اپریل ۹۹ء بروز جمعرات مال روڈ پر سود' جوئے اور پرائز بانڈ پرچی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ یہ مظاہرہ بعد نماز عصر مسجد شہداء سے شروع ہوا۔ رفقاء کی کثیر تعداد مظاہرے میں شریک تھی جنہوں نے سود اور جوئے کے خلاف تحریروں پر مبنی بورڈز اور بینرز اٹھا رکھے تھے۔ جن میں سے کچھ نعرے یوں تھے۔ سود اور جوا تمام الہامی مذاہب میں حرام ہے' جوئے میں ذلت اور محنت میں عظمت ہے' انعامی سکیمیں لوگوں کو مفلوج بنا رہی ہیں' سرمایہ دار انعامی سکیموں کے ذریعے غریب کا خون چوس رہا ہے' سودی قرضے مہنگائی اور بے روزگاری کا سبب ہیں۔ انعامی بانڈز کی پرچی — دنیا و آخرت کی تباہی وغیرہ وغیرہ۔ یہ احتجاجی جلوس انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ مارچ کرتا ہوا پنجاب اسمبلی کے سامنے فیصل چوک پہنچا۔ سیکیورٹی اور جلوس کو منظم رکھنے کی ذمہ داری تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے ذمہ تھی جو انہوں نے بڑی خوبی سے نبھائی۔ تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے رفقاء نے جلوس کے اردگرد دکانوں' راہ گیروں اور گاڑی سواروں میں ہینڈبل تقسیم کئے۔ تنظیم اسلامی کے مرکزی عہدیداران نے جلوس کی قیادت کی۔ جن میں ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالخالق' ناظم حلقہ لاہور عبدالرزاق قمر' امیر تنظیم اسلامی لاہور شرقی ڈاکٹر عارف رشید' امیر لاہور جنوبی فیاض حکیم اور اقبال حسین شامل تھے۔

جلوس کے آگے ایک گاڑی میں مرزا ندیم بیگ' شیخ محمد نفیس اور محمد مبشر لاؤڈ سپیکر کے ذریعے سود اور جوئے کے خاتمے کے لئے حکومت سے مطالبہ کرنے کے ساتھ ساتھ عوام کو سودی معیشت کے نقصانات سے آگاہ کر رہے تھے۔ پولیس کی ایک بڑی نفری جلوس کے پیچھے پیچھے موجود رہی تاہم کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ یہ جلوس اسی طرح ڈسپلن کا مظاہرہ کرتا ہوا واپس مسجد شہداء پہنچا۔ جہاں ناظم حلقہ لاہور عبدالرزاق قمر نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ سود کا لین دین بند کر کے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ بند کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ سود غربت اور افلاس کو جنم دیتا ہے۔ لہٰذا غربت اور افلاس کے خاتمے کے لئے سود کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ آج اسی سودی نظام کی وجہ سے لوگ خودکشی اور خودسوزی پر مجبور ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا جوا انسان کو انسان کا دشمن بنا دیتا ہے۔ اس لئے انعامی بانڈز اور انعامی سکیموں پر بھی مکمل پابندی لگائی جائے۔ مرزا ایوب بیگ نے اپنے خطاب میں کہا کہ سود اور جوا جڑواں بھائی ہیں۔ سود خور کی طرح جوا باز بھی محنت اور عرق ریزی سے کمانے کے بجائے داؤ لگا کر دولت کمانے کی کوشش کرتا ہے۔ بدقسمتی سے اسلام کے نام پر بننے والی مملکت خداداد پاکستان میں انعامی سکیموں' پرائز بانڈز اور ان کے نمبروں کی فروخت کے حوالے سے جگہ جگہ جوئے کے اڈے قائم ہو گئے ہیں۔ جس سے ملکی معیشت مفلوج ہو رہی ہے۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر سود کا خاتمہ کرے اور جوئے کے ساتھ ساتھ بنکوں اور دیگر کاروباری اداروں کی انعامی سکیموں پر مکمل پابندی لگائے۔ اذان مغرب سے پہلے جناب عبدالرزاق قمر نے اجتماعی دعا کرائی اور مظاہرے کے اختتام کا اعلان کیا۔ (رپورٹ : فرقان دانش خان)

تنظیم اسلامی کراچی کا ماہانہ تربیتی پروگرام

۴/اپریل صبح دس بجے کراچی کی تنظیموں کا ماہانہ خصوصی تربیتی پروگرام قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز جلال الدین اکبر صاحب کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے اقامت دین کی جدوجہد کی فرضیت کو موضوع بنایا۔ سورۃ الشوریٰ کی آیت ۱۳ کے حوالے سے اقامت دین کی جدوجہد کی فرضیت کو سمجھاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جس طرح دین کو غالب رکھنا فرض ہے اسی طرح دین کا غلبہ فرض ہے۔ آج ہمارا دین ساری دنیا میں مغلوب ہے لہٰذا انفرادی اور اجتماعی سطح پر دین کا قائم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کے بعد مطالعہ حدیث کرواتے ہوئے اختر ندیم صاحب نے احادیث کے ذریعے تلاوت قرآن کی اہمیت بیان کی۔ عابد جاوید خان نے اسوۂ صحابہ کے موضوع پر اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کے حالات زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات سنائے اور رفقاء کو ان واقعات کے تناظر میں اپنے رویوں پر غور و فکر کی دعوت دی۔ آخر میں امیر حلقہ محمد نسیم الدین صاحب نے حال ہی میں امیر محترم کی سربراہی میں قائم ہونے والی علماء کمیٹی کے قیام کے پس منظر سے رفقاء کو آگاہ کیا اور اس پر روزنامہ جسارت کا اداریہ پڑھ کر سنایا۔ مزید برآں انہوں نے متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی اب تک کی پیش رفت اور آئندہ کے پروگراموں سے رفقاء کو آگاہ کیا۔

(رپورٹ : محمد سمیع)

اُسرہ دیر کی دعوتی سرگرمیاں

۲۱/مارچ کو اُسرہ دیر کے تحت سیری مسجد میں ایک روزہ دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ مسجد ہذا میں یہ پہلا پروگرام تھا۔ جناب سعید اللہ خان نے عظمت قرآن اور جناب ہدایت فاروقی نے شہادت علی الناس کے موضوع پر خطاب کیا۔ یکم اپریل کو دیر کے نواحی علاقے پناکوٹ میں ایک روزہ دعوتی اجتماع کا پروگرام بنایا گیا۔ اس پروگرام میں دیر کے تمام رفقاء' لی بیوڑ سے تین رفقاء' باجوڑ سے فیض الرحمان صاحب اور اوچ سے مولانا غلام اللہ حقانی نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز عصر کے بعد جناب عالم زیب کے خطاب سے ہوا۔ مغرب کی نماز کے بعد فیض الرحمان صاحب نے ایمان حقیقی پر مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان بننے کے لئے اس باطل نظام کی بیخ کنی لازمی ہے۔ تقریباً ۹۰ افراد نے یہ خطاب سنا اور بہت متاثر ہوئے۔ عشاء کے بعد مولانا حقانی نے عظمت قرآن سے متعلق درس دیا۔ اگلے دن نماز فجر کے بعد فیض الرحمان صاحب نے حقوق العباد کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ جب تک ہم اس صورت حال سے نہیں نکل آتے ہم دین کی کوئی خدمت نہیں کر سکتے۔

خطاب جمعہ کے لئے اس مسجد میں اجازت نہ ملنے پر رفقاء مسجد بلال واقع دیر میں چلے آئے۔ یہاں خطاب جمعہ کے دوران مولانا غلام اللہ حقانی نے سورۂ حم السجدہ کی روشنی میں "حظ عظیم" کے موضوع پر ایک جامع خطاب کیا۔ اور یوں اس علاقے کے لوگوں تک بھی تنظیم اسلامی کا تعارف پہنچ گیا۔ (رپورٹ : ہدایت فاروقی)

انتقال پرملال

تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے نقیب اسرہ ماڈل ٹاؤن نمبر ۳ ڈاکٹر سہیل امجد مرزا کی والدہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔ قارئین سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔ اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا فی رحمتک۔ آمین

☆ علم کی خوبی اس پر عمل کرنے میں اور احسان کی خوبی اس کے نہ جتلانے پر منحصر ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

☆ علم بے عمل ایک آزار ہے اور عمل بغیر اخلاص بے کار ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8 شمارہ 15
سالانہ زرِ تعاون - /175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس - ریلوے روڈ لاہور
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین برائے تحریر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ [illegible] اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کا سالانہ اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کے زیرِ اہتمام لاہور کی سطح پر ۲۳/مارچ ۱۹۹۹ء بروز منگل سالانہ دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع کا آغاز نو بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ ایک نوعمر رفیقہ نے ایک مضمون بعنوان "کتاب زندگی کا ایک ورق" پڑھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی زندگی کی کتاب مرتب کر رہا ہے جس میں وہ اپنے تمام حالات و واقعات رقم کر رہا ہے اور قیامت کے دن وہ کتاب یا نامہ اعمال اس کو تھما دیا جائے گا لہٰذا یہ اب ہم پر منحصر ہے کہ اس کتاب میں کیا درج کر رہے ہیں۔

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کے اُسرہ نمبر۱۰ کی نقیبہ مسز ثاقب نے نظام خلافت کے موضوع پر تقریر کی انہوں نے کہا کہ پاکستان میں نظام خلافت کا قیام اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ موجودہ نظام کے تحت انسان انسان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ لوگ اس ظالمانہ نظام سے تنگ آکر خودسوزی اور خودکشی پر مجبور ہیں جبکہ دوسری طرف حکمران طبقے کے پاس اتنی دولت ہے کہ وہ علاج کے لئے بھی ملک سے باہر جاتے ہیں۔ لہٰذا اسلام کا عادلانہ نظام ہی ہمارے مسائل کا حل ہے۔ انہوں نے تاریخی واقعات کی روشنی میں خلافت کی برکات بیان کیں اور آخر میں وہ حدیث مبارکہ سنائی جس میں امت مسلمہ کے پانچ ادوار کا ذکر ہے اور آخری دور میں پوری دنیا پر خلافت علیٰ منہاج النبوہ کے قیام کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ نائب ناظمہ' جو اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دے رہی تھیں۔ اس موقع پر انہوں نے نظام خلافت کی مزید وضاحت کی۔ بعد ازاں اُسرہ نمبر۱ کی نائب نقیبہ مسز آصف حمید نے تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کی جانب سے اس اجتماع کے موقع پر جو بروشر تقسیم کیا گیا تھا اس کا مطالعہ کروایا۔

اُسرہ نمبر۵ کی نقیبہ مسز فیاض حکیم نے "عید الاضحیٰ اور فلسفہ قربانی" کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے قربانی کا مقصد واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے مثال قربانی کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہمیں عید قربان پر قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ کے حکم پر اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جانا حبِ الٰہی کی بہترین مثال تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسی جذبہ کو رہتی دنیا تک جاری و ساری رکھنے کے لئے عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قدم قدم پر اللہ کے لئے قربانی دینا پڑی اور بہت سے محاذوں پر لڑنا پڑا۔ سب سے پہلے انہیں اپنے باپ سے' دوسرے محاذ پر عوام الناس سے اور تیسرے محاذ پر وقت کے حکمران طبقہ سے سابقہ پیش آیا۔ وہ سب امتحانوں پر پورے اترے۔ اس لئے آپ علیہ السلام کی پوری زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ مہمان مقررہ محترمہ مسز عبدالرحمان مدنی نے "اسلام میں حلال و حرام کا صحیح تصور" کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے شرک کو سب سے بڑی حرام چیز قرار دیا کہ جس سے بچ کر ہی ہم اسلام کے سایۂ عاطفت میں آسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا اعمال میں حلال کمائی اسی طرح افضل ہے جس طرح عقائد میں توحید۔ کیونکہ حرام کا ایک لقمہ کھانے سے چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح حلال کمائی کے بغیر دعا بھی شرف قبولیت نہیں پاتی۔ انہوں نے سود کے بارے میں بتایا کہ لاٹری' انشورنس' ریفل ٹکٹ اور پرائز بانڈز سب سود اور جوئے کی مختلف شکلیں ہیں۔ جن میں نہ محنت ہوتی ہے نہ لاگت' صرف قسمت پر ہی اعتماد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آج کل چیریٹی کے نام پر ہونے والی قرعہ اندازی اور میوزیکل شوز سورۃ المائدہ کی آیت نمبر۹۰ کے مطابق "الانصاب" کے سلسلے کی کڑی ہیں۔ اس کے بعد مسز ہاشم خان نے انگلش کی ایک نظم اور اس کا ترجمہ پیش کیا جس کا مرکزی خیال یہ تھا کہ اگر آنحضورؐ ہمارے گھر آجائیں تو ہمیں ان کی آمد پر کیا کچھ چھپانا پڑے گا اور ہم انہیں اپنی مصروفیات کے بارے میں کیا بتائیں گے۔

اسی وقت اجتماع سے خطاب کے لئے امیر تنظیم اسلامی بھی تشریف لے آئے۔ امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ جس طرح آخرت پر ہمارا ایمان ہے اسی طرح آنحضورؐ کی دی ہوئی خبر کے مطابق اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ کتاب الملاحم کی رو سے غلبۂ اسلام سے قبل بہت سی جنگیں لڑی جائیں گی اس دوران نزول مسیح اور ظہور دجال وغیرہ کے معاملے بھی پیش آئیں گے۔ ان معاملات کی ابتدا عرب میں ایک بادشاہ کے انتقال سے ہوگی۔ جس کے بعد خانہ جنگی کی کیفیت ہوگی اور ایک شخص جو مدینہ میں رہائش پذیر ہوگا اس پر سب کی نظریں جم جائیں گی مگر وہ ان کی نگاہوں سے بچ کر مکہ چلے جائیں گے۔ پھر وہ امت کی زمام کار سنبھال لیں گے' اس وقت یہودیوں کا لیڈر دجال ہوگا۔

آخری جنگ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور وہ مسیح الدجال کا خاتمہ کریں گے۔ دین اسلام کے احیاء کا نقطہ آغاز نبی اکرمؐ کے الفاظ کے مطابق جس خوش قسمت خطے سے ہوگا وہ پاکستان اور افغانستان پر مشتمل ہے اب وہ دن زیادہ دور نہیں لگتا کہ جب یہ معاملات اپنی انتہا کو پہنچ جائیں گے کیونکہ Stage سیٹ کیا جا رہا ہے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کو قائم کرنے کے فریضہ میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ امیر محترم کے خطاب کے بعد مہمان مقررہ محترمہ حمیرا مودودی نے سورۂ سبا کی آیت کے حوالے سے واضح کیا کہ قوم سبا کے لئے ان کے اپنے ملک میں ایک نشانی یعنی ایک باغ موجود تھا۔ لیکن انہوں نے نافرمانی کی روش اختیار کی تو اللہ نے ان پر بند توڑ سیلاب بھیجا اور ان کو غرق کر ڈالا۔ ہماری مثال بھی قوم سبا کی مانند ہے۔ اللہ نے ہمیں یہ آزاد ملک عطا کیا کہ ہم اس میں اللہ کے دین کا بول بالا کریں لیکن ہم نے اس کی قدر نہ کی اور اپنی نافرمانیوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ہماری قوم نے بھٹو کو روٹی کپڑا اور مکان کے نعرہ پر ووٹ دے کر اجتماعی شرک کیا اور قوم نے ان چیزوں کی خاطر اللہ پہ توکل کرنے کی بجائے بھٹو پر توکل کیا۔ اس شرک کی سزا یہ ملی کہ روٹی کپڑا اور مکان ہم سے دور ہوتا چلا گیا۔ آج یہ ہماری شامت اعمال ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کے دل سخت ہوگئے ہیں۔ انہوں نے کچھ واقعات کی روشنی میں یہ واضح کیا کہ کس طرح بعض پاکستانی بھارت سے روابط بڑھانے کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اس سے پہلے اپنی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنی چاہئے کیونکہ فوج جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے مگر نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنا عوام کا کام ہوتا ہے۔

آخر میں اُسرہ نمبر۱۲ کی نقیبہ مسز ڈاکٹر نجیب نے اسلام میں عورت کا مقام پر گفتگو کا آغاز کیا لیکن وقت کی کمی کے باعث اپنی گفتگو مکمل نہ کر سکیں۔ ان تقریروں کے دوران ایک حمد اور نعت بھی پڑھی گئی۔ اس کے علاوہ ایک نابینا بچی نے بھی دردمند آواز میں ایک نظم سنائی۔ اجتماع دیئے گئے وقت کے عین مطابق یعنی دو بجے اختتام پذیر ہوا۔ اجتماع میں ہال کی گنجائش سے زیادہ حاضری تھی۔ تمام سیٹیں پُر ہونے کے بعد آگے دریاں بچھا کر رفیقات کو بٹھانا پڑا۔ مجموعی طور پر اجتماع نہایت کامیاب رہا۔ خواتین نے توجہ اور دلچسپی سے پورے پروگرام میں شرکت کی۔ انتظامیہ نے بھی اپنے فرائض بخوبی سرانجام دیئے۔

(مرتبہ: بیگم حافظ عاکف سعید)